گھر جانا اور ان کی عزت و توقیر کرنا واقف حال لوگوں سے مخفی نہیں ہے۔ شاہ فہد خود علماء کی مجالس میں جاتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان سے مشورہ کرتے، ان سے نصیحتیں لیتے اور دعاؤں کی درخواست کرتے۔ علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کو کون نہیں جانتا۔ شاہ فہد کے دور میں یہ مفتی اعظم اور ہیئۃ کبار علماء کی کمیٹی کے سربراہ تھے۔ ریاض میں شمیسی ہسپتال کے عقب میں سویدی کے علاقے میں شیخ ابن باز کا گھر تھا۔ گھر کی قریبی مسجد کے امام ہمارے دوست حافظ محمد الیاس ہیں۔ شیخ ابن باز جب گھر ہوتے تو اسی مسجد میں نمازیں ادا کرتے۔ ایک مرتبہ ذکر ہے کہ شیخ ابن باز گرے اور ان کو چوٹ لگ گئی۔ شاہ فہد کو معلوم ہوا تو تیمارداری کیلئے شیخ کے گھر تشریف لائے۔ حافظ الیاس اس واقعے کے راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں "میں اتفاق سے شیخ کے گھر میں تھا کہ دیوان ملکی سے فون آیا کہ شاہ فہد تیمارداری کیلئے آنا چاہتے ہیں۔ اس وقت گھر میں میرے اور شیخ کے بیٹے احمد کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ تھوڑی دیر گزری، شاہ فہد بغیر کسی پروٹوکول کے تشریف لائے۔ شیخ ابن باز کے پاس بیٹھے، خیریت دریافت کی، بلکہ اصرار کر کے چوٹ والی جگہ دیکھی اور اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور اب ایک عالم ربانی خادم الحرمین سے مخاطب تھے۔ شیخ ابن باز نے کم و بیش ۱۵ منٹ تک شاہ فہد کو نصیحتیں کیں۔ تواضع کا یہ عالم کہ شاہ فہد بڑے اطمینان، سکون اور محبت و عقیدت کے ساتھ ان کی گفتگو سنتے رہے۔ شیخ نے شاہ فہد کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق حکومت کرنے، عوام کے مسائل حل کرنے، ان کے ساتھ نرمی و محبت کرنے اور درگزر اور عفو کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ خاموش ہوئے تو پھر خادم الحرمین الشریفین کی باری تھی۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے ان حالات کا ذکر کیا، جن سے سعودی حکومت گزر چکی تھی، یا گزر رہی ہے۔ خلاصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمسک بالسنہ کی بدولت اس ملک کو ہر قسم کی آفات اور مصیبتوں سے بچا رکھا ہے۔ یہاں مثالی امن و امان ہے۔ پوری دنیا کے مقابلے میں لوگ یہاں امن اور سکون میں ہیں۔ حدود کے نفاذ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے خزانے کھول رکھے ہیں اور یہاں پر ہر قسم کی اجناس کی فراوانی ہے اور کوئی آدمی کبھی بھوکا نہیں سویا۔"

ہر حکومت پر بعض مشکل دور آتے ہیں اور بعض فیصلے بڑے مشکل ہوتے ہیں۔ لیکن اگر لیڈر بیدار مغز ہو تو پھر وہ موج میں مبتلا کشتی کو نکالنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ ایران، عراق جنگ ہو یا لبنان کی خانہ جنگی یا عراق کا کویت پر قبضہ، ان تمام موقعوں پر شاہ فہد نے جس دانش مندی کا ثبوت دیا اور اپنا مثبت رول ادا کیا، وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ طائف میں لبنان کے متحارب گروپوں کے درمیان صلح کا معاہدہ کروانا بھی انہی کا خاصہ تھا۔

صدام نے کویت پر قبضہ کر لیا۔ یہ کھلی جارحیت تھی کوئی بھی۔ آزاد قوم اس حرکت کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ اس موقع پر پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ بڑھ چڑھ کر اس حملے کی خبر دے رہے تھے، مگر سعودی ابلاغ خاموش تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ شاہ فہد صدام حسین کو مسلسل قائل کر رہے تھے کہ وہ فوراً کویت سے نکل جائے۔ یہ سلسلہ کئی گھنٹے جاری رہا۔ ان کی مکمل خواہش تھی کہ کسی طرح اس خطے کو غیر ملکی فوجیوں کے داخل ہونے سے محفوظ رکھا جا سکے۔ مگر صدام اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹا رہا اور پھر عالمی قوتوں کو اس خطے میں اپنی فوجیں ارسال کرنا پڑیں۔ افغانستان کے اندر جب مجاہدین میں اختلافات پیدا ہوئے، آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تو یہ شاہ فہد ہی تھے، جنہوں نے تمام مجاہدین گروپوں کو بیت اللہ میں جمع کر کے ان سے اتفاق و اتحاد کا حلف لیا اور معاہدے پر دستخط ہوئے۔

شاہ فہد کی زندگی کے بہت سارے کارنامے ہیں، جن کی ان صفحات میں گنجائش نہیں۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں، کہ تیرے اس بندے نے عقیدہ توحید کو پھیلانے کے علاوہ اور بے شمار خیراتی کام کیے۔ بلاشبہ اس کے عوام اس سے بے حد راضی تھے۔ تو اپنے اس بندے سے راضی ہو جا، اس کے گناہوں سے درگزر کر اور اسے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرما۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ۔ پردہ کی اہمیت

چلی گئی۔

"لاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى"

پہلے جاہلیت کی طرح سج دھج کے ساتھ باہر نہ نکلو۔ عورت کو زیب و زینت کی اجازت دی مگر صرف اپنے شوہر کیلئے۔ جب عورت باہر نکلے گی یورپ کی عورت بن کر تو مردوں کی نگاہیں اٹھنا لازمی امر ہے۔ عورت اپنی کی جانے والی بے حرمتی کی خود ذمہ دار ہے۔ عورت نے اپنی حیاء و شرم کو گرادیا اور اپنے آپ کو یورپی ممالک میں تصور کرنے کیلئے فیشن کا نام دے کر اپنی شرم کو اتار پھینکا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"الحياء شعبة من الايمان"

آج لوگ قرض لے کر زیب و زینت اور میک اپ کے نام پر روپیہ ضائع کرتے ہیں صرف اس لئے کہ مغربی اور یورپین عورتوں کی نقالی کر سکیں ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے:

"من تشبه بقوم فهو منهم"

جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ عورت اپنے آپ کو بدل لے اپنے آپ کو شرم و حیاء کی پتلی بنا لے تو یقیناً اس کی عزت، آبرو میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ اللہ تو غفور رحیم ہے۔

سوچنے پر بھی نیکی کا صلہ دیتا ہے
ہو ندامت تو گناہوں کو مٹا دیتا ہے
ہم جو گھبرا کے پلٹ آئیں اس کی جانب
وہ مہرباں ہے کہ سینے سے لگا لیتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبدالمالک مجاہد (ریاض)

وفد جمعیت کی شاہی خاندان سے تعزیتی ملاقات

۱۴ اگست ۲۰۰۵ء بدھ کے روز سعودی عرب کے نئے بادشاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے ریاض کے قصر الحکم میں عام لوگوں سے بیعت لی۔ ہزاروں سعودی باشندوں' امراء' اکابرین' علمائے کرام' وزراء اور مختلف قبائل کے سربراہان نے کتاب وسنت پر اپنے نئے فرمانروا کی بیعت کی۔ اس سے قبل شاہی خاندان کے سرکردہ افراد یکم اگست کو شاہ عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ انتقال اقتدار کا مرحلہ اس طرح آسانی سے طے ہو جائے گا کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ مختلف ممالک کے سیاسی پنڈتوں کے تمام تر جائزے اور خدشات غلط ثابت ہوئے اور الحمدللہ سعودی عرب کے عوام نے آل سعود پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

اس سے پہلے شاہ فہد کی میت کو جنازے کیلئے جامع ترکی بن عبداللہ میں لایا گیا' تو بہت سے اسلامی اور عرب ممالک کے سربراہ اور وفود جنازے کے انتظار میں تھے۔ مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے عصر کی نماز کے بعد جنازہ پڑھایا۔ اس موقع پر ہر چند سکیورٹی کے خاصے انتظامات تھے۔ مگر یہ جنازہ اس سادگی سے اٹھایا گیا اور مقبرۃ العود تک لایا گیا' کہ کسی عام آدمی کے جنازے اور شاہی جنازے میں کوئی فرق نہ تھا۔ دنیا بھر کے ذرائع نے اس بات کا تذکرہ بڑے اہتمام سے کیا کہ شاہ فہد کے جنازے میں کسی امتیاز کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ریاض کا مقبرہ العود خاصا بڑا قبرستان ہے۔ شاہی خاندان کے افراد کی قبریں بھی اسی جگہ واقع ہیں۔ ان کیلئے کوئی امتیازی علامت نہیں ہے بلکہ ہزاروں دوسرے لوگوں کی طرح سنت کے مطابق شاہ فہد کو بھی دفن کر دیا گیا۔ اخبارات میں جو تصاویر شائع ہوئیں' ان کو دیکھ کر واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی عام آدمی کا جنازہ اسی طرح قبرستان لے جایا جاتا ہے۔ پولیس یا فوج کی گاڑیاں' ماتمی جلوس' بینڈ باجے کی ماتمی موسیقی کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔ عام قبروں کی طرح سر اور پاؤں کی طرف مٹی کی ایک ایک سل رکھ دی گئی۔ قبر پر مٹی ڈالنے کیلئے کنکریاں ڈال کر پانی کا چھڑکاؤ کر دیا گیا۔ دراصل سنت رسول بھی ہے اور الحمدللہ عین سنت کے مطابق شاہ فہد کو بھی دفنا دیا گیا۔

اخبارات نے اس موقع پر غیر معمولی ضخامت کے ایڈیشن شائع کئے۔ الریاض نامی اخبار تو سب سے بازی لے گیا کہ اس روز کا اخبار ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل تھا۔ تمام بڑے کاروباری اداروں اور سرکردہ افراد نے اعلانات کے ذریعے اپنے رنج و الم اور مرحوم کیلئے مغفرت اور شاہی خاندان کے ساتھ وفاداری کا عزم ظاہر کیا۔ میری خواہش تھی کہ ہم بھی تعزیت کیلئے ایک وفد کی صورت میں جائیں اور شاہی خاندان کے افراد تک پروفیسر ساجد میر اور برصغیر کے اہلحدیثوں کے جذبات پہنچا سکیں۔

ایک سعودی دوست کی معرفت امیر سلمان بن عبدالعزیز کے قصر میں رابطہ ہوا۔ گو کہ بدھ کا دن صرف سعودی عوام کی تعزیت کیلئے مختص تھا۔ پھر بھی ہمارے ساتھ خصوصی برتاؤ کیا گیا اور کہا گیا کہ مغرب کے فوراً بعد آ جائیں۔ نماز کے فوراً بعد میں اور برادرم محترم حافظ عابد الٰہی ظہیر امیر سلمان کے قصر کی طرف' جو معذر کے علاقہ میں واقع ہے' روانہ ہوئے۔ جب قریب پہنچے تو بے شمار گاڑیاں نظر آئیں۔ عوام کا ایک ہجوم تھا' جو تعزیت کیلئے قصر کی طرف رواں دواں تھا۔ ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ وہ ہمیں دور ہی اتار دے اور ہم پیدل ہی قصر کی طرف روانہ ہوئے۔ سعودی عرب کے تمام شہروں سے سرکردہ افراد' امراء' وزراء' ارکان شوریٰ' علمائے کرام' کاروباری افراد قافلوں کی صورت میں اندر جاتے نظر آئے۔ گیٹ پر سکیورٹی کے افراد نے روکا۔ بتایا گیا کہ یہ جمعیت اہل حدیث کا وفد ہے۔ چنانچہ راستہ کھول دیا گیا اور ہم آگے بڑھے۔ ایک بڑے ہال میں امیر سلمان اور شاہ فہد کے چار صاحبزادے لوگوں سے تعزیت قبول کر رہے تھے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ تعداد بلاشبہ ہزاروں میں تھی۔ لوگوں کی شاہی خاندان سے محبت کا منظر سامنے تھا۔ بڑے بڑے سرکردہ افراد اندر جانے کی کوشش میں تھے۔ ادھر کثرت کی وجہ سے سکیورٹی کے افراد لوگوں کو اندر جانے سے روک رہے تھے۔ مگر لوگوں کی اپنے حاکم خاندان سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی کہ وہ اندر جانے پر مصر تھے۔ دروازوں پر دھکم پیل ہو رہی تھی۔ ہمیں بھی روکا گیا۔ ہم نے بتایا کہ ہم تو جمعیت اہل حدیث پاکستان کا وفد ہیں' تو پولیس والوں نے کہا کہ یہ وفد کے ارکان ہیں' ان کو جانے دیں۔ اب اگلا مرحلہ درپیش تھا۔ یہاں بڑے گیٹ سے اندر جانا تھا۔ بے پناہ ہجوم کے باعث اندر جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ بھائی عابد الٰہی نے میری حوصلہ افزائی کی کہ مشکلات کے باوجود تعزیت کر کے ہی لوٹیں گے۔ خیر چند منٹ گزرے' شاہ فہد کے بیٹے سعود اندر جانے کیلئے آئے۔ ان کیلئے دروازہ کھولا گیا۔ ہم لوگ انتظار میں تھے۔ بے شمار امراء اور بڑے لوگ بھی ہمارے ساتھ شامل تھے۔ ادھر دروازہ کھلا' ادھر ہم بھی لوگوں میں شامل بڑے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اندر سینکڑوں لوگ قطار میں اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ چار پانچ لائنیں بنی ہوئی تھیں۔ ہم بھی ایک لائن میں لگ گئے۔ ادھر ہمارے پیچھے مسلسل ہجوم میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ ہم آگے بڑھتے